© rasailojaraid.com

درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے گزران کرو

(پہلی قسط)

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھاً ؕ وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ج وَ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا ○ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ لا وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَاراً فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَہٗ بُھْتَاناً وَّاِثْماً مُّبِیْناً ○ وَکَیْفَ تَاْخُذُوْنَہٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ○ (النسآء:۱۹،۲۰،۲۱)

''اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ عورتوں کی میراث زبردستی لے لو اور انہیں اس لیے بھی نہ روکے رکھو کہ تم اپنا دیا ہوا مال واپس لے لو۔ اِلا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی میں مبتلا ہوں اور گزران کرو عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے پھر اگر تم کو نہ بھاویں تو شاید تمہیں ان کی کوئی چیز پسند نہ آئے لیکن اللہ نے اس میں بہت خوبی رکھی ہو اور اگر تم بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو اور تم ان میں سے ایک کو بہت مال بھی دے چکے ہو تو پھر مت لو اس سے کچھ بھی۔ کیا تم ناحق اور صریح گناہ کے ساتھ لینا چاہتے ہو اور کیوں کر تم اسے لے سکتے ہو۔ درآں حال کہ تم میں سے ایک کا دوسرے کی طرف پہنچ چکا ہے اور لے چکیں وہ عورتیں تم سے پختہ عہد۔''

لغات:

اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھاً اس کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث نہ جاؤ۔ یعنی عورتوں کے مالِ میراث کی طرح قبضہ نہ کرلو۔ ایک دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ عورت کی چاہت کے بغیر اس سے نکاح مت کرو۔ پہلے معنیٰ کے اعتبار سے مصدر مجہول ہوگا اور دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے مصدر مبنی للفاعل ہوگا۔ حمزہ اور کسائی نے اس جگہ کُرْھا پڑھا ہے۔ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ کھلی بے حیائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور قتادہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک فاحشہ سے مراد شوہر کی نافرمانی ہے اور حسن بصری کے نزدیک ''زنا'' مطلب ہوگا کہ عورت اگر ناشزہ (نافرمان) ہوجائے یا زنا کا ارتکاب کرے تو شوہر کے لیے اس سے عوضِ خلع طلب کرنا جائز ہے۔ اِستبدال زوج مکان زوج ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا، ایک بیوی کو طلاق دے کر دوسری بیوی لانا قنطارا: سونے چاندی کا ڈھیر' مراد ڈھیروں مال۔ وقد افضیٰ بعضکم الیٰ بعض امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس سے مراد خلوت صحیحہ مراد لیا ہے۔ ایسی خلوت جو جماع سے مانع نہ ہو۔ امام احمد اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اس سے مراد جماع ہے۔ میثاقا غلیظا۔ پختہ عہد۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تفسیر:

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ دورِ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کے قریب ترین عزیز اس کی بیوی کے حق دار ہوتے تھے۔ چاہتے تو خود رکھ لیتے اور چاہتے تو کسی سے نکاح پڑھوا دیتے۔ اس سلسلے میں عورت کا یا عورت کے والدین اور عزیز واقارب کے کسی حق کا خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ دورِ نبوت میں ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا کہ ابوقیس بن اسلت انصاری کا انتقال ہو گیا اور اس کی بیوی کبیشہ بنت معن انصاریہ پیچھے رہ گئیں۔ ابوقیس کے بیٹے حصن نے بیوہ پر کپڑا ڈال دیا گویا وہ اس کے نکاح کا وارث ہو گیا ہے لیکن اسے یونہی چھوڑے رکھا، نہ قربت، نہ خرچ دیا۔ مقصد یہ تھا کہ تنگ کر کے وہ مال وصول کر لے جو ترکہ میں اسے ملا ہے اور فدیہ لے کر چھوڑ دے۔ کبیشہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ابوقیس انتقال کر گیا ہے اور اس کا بیٹا میرا وارث ہو گیا ہے۔ اب وہ نہ تو مجھے خرچ دیتا ہے اور نہ میرا راستا چھوڑتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس وقت تک گھر جا کر بیٹھ کر اللہ کا حکم تیرے متعلق نازل نہ ہو جائے۔ اس پر یہ آیت (لایحل لکم ان ترثوا النساء کرھاً) نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

درج بالا آیات میں اسلامی معاشرت کے بارے میں کئی جزئیات وارد ہوئی ہیں۔ ہم اگر ان آیات میں غور وفکر کریں اور موجودہ مسلم معاشرے پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑائیں تو کئی طرح کے تضادات سامنے آئیں گے۔ ہم نے نام نہاد غیرت، رسم ورواج کی پابندی اور قبائلی روایات کی پاسداری کے نام سے کئی طرح کی خرافات کو سینے سے لگا رکھا ہے۔ خواتین اگرچہ صنفِ نازک ہیں اور مرد کی ماتحت ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب انہیں کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں اور مرد جیسے چاہیں عورتوں کے معاملے میں اپنی مرضی مسلط کریں۔ افسوس یہ ہے کہ قرآنی احکام جتنے واضح اور بے غبار ہیں، ہم اسی قدر قرآنی طرزِ معاشرت سے دور ہیں۔ گھر گھر لڑائیاں ہیں، دنگا فساد ہے، ادھر نکاح ہوتا ہے، ادھر طلاق کے لیے پر تول رہے ہوتے ہیں۔ نکاح وطلاق کے ضمن میں عورت ذات پر جس قسم کے مظالم توڑے جاتے ہیں اور مسائل ومشکلات کا جو طوفان کھڑا کیا جاتا ہے، اسے ہم کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ قرآنی احکام سے لوگ عمومی طور پر ناواقف ہوتے ہیں اور اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ہر طرح کے ظلم کو روا رکھتے ہیں۔

آج سندھ کے دیہی علاقوں میں ''کاروکاری''، پنجاب اور سرحد کے علاقوں میں ''ونی'' کے نام پر ظلم کا جو بازار گرم ہے۔ کیا اس سے صرفِ نظر کیا جا سکتا ہے؟ بعض علاقوں میں لوگ بھاری مال کے عوض اپنی بیٹیوں کو فروخت کرتے ہیں۔ خریدنے والے ان عورتوں کو لے جا کر جس قسم کے ظالمانہ ماحول سے دوچار کرتے ہیں، کیا یہ عین حق ہے؟ موجودہ ماحول اس بات کا شدت سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم عائلی معاملات میں قرآن وحدیث سے رہنمائی حاصل کریں تاکہ ہماری ازدواجی زندگیاں امن وراحت اور سکون سے بسر ہو سکیں۔

(زیرِ درس آیات کی تشریح اور ان سے مستنبط ہونے والے احکام آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں)

© rasailojaraid.com